خلافت لائبریری ربوہ

احمدی احباب کی تعلیم و تربیت کیلئے

جمعرات
28۔ دسمبر 1995ء

روزنامہ
الفضل ربوہ
ایڈیٹر: نسیم سیفی
فون 449
رجسٹرڈ نمبر ایل 5254

جلد 45-80 نمبر 293 | جمعرات 5 شعبان ۔1416ھ، 28 فتح 1374ھش، 28 ۔دسمبر 1995ء

Digitized by Khilafat Library Rabwah

## ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

انسان حقیقی دین سے کیوں محروم رہ جاتا ہے اس کا بڑا باعث قوم ہے۔ خویش و اقارب دوستوں اور قوم کے تعلقات کو ایسا مضبوط کر لیتا ہے کہ وہ ان کو چھوڑنا نہیں چاہتا۔ ایسی صورت میں ناممکن ہے کہ یہ نجات کا دروازہ اس پر کھل سکے۔ یہ ایک قسم کی نامردی اور کمزوری ہے لیکن یہ (اللہ کی راہ میں جان قربان کرنے والوں) اور مردوں کا کام ہے کہ ان تعلقات کی ذرا بھی پروانہ کرے اور خدا تعالیٰ کی طرف قدم اٹھائے۔

بعض کمزور فطرت لوگوں کا خیال ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ کی عبادت ہی کرنی ہے خواہ کسی مذہب میں ہوں۔ مگر وہ نہیں جانتے کہ آج جس قدر مذاہب موجود ہیں ان میں کوئی بھی مذہب بجز (دین حق) کے ایسا نہیں جو اعتقادی اور عملی غلطیوں سے مبرا ہو۔ وہ سچا اور زندہ خدا جس کی طرف رجوع کر کے انسان کو حقیقی راحت اور روشنی ملتی ہے۔ جس کے ساتھ تعلق پیدا کر کے انسان اپنی گناہ آلود زندگی سے نجات پاتا ہے۔ وہ (دین حق) کے سوا نہیں مل سکتا۔ یہی پہلا زینہ ہر قسم کی روحانی ترقیوں کا ہے۔ اگر اس کی توفیق مل جاوے تو پھر خدا اس کا اور وہ خدا کا ہو جاتا ہے۔ یہ سچ ہے کہ جب ایک شخص محض اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے کسی قسم کی نفسانی اغراض کے بغیر ایک قوم سے قطع تعلق کرتا ہے اور خدا ہی کو راضی کرنے کے لئے دوسری قوم میں داخل ہوتا ہے تو ان تعلقات قومی کے توڑنے میں سخت تکلیف اور دکھ ہوتا ہے مگر یہ بات خدا تعالیٰ کے نزدیک بڑی قابل قدر ہے۔

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 326)

## جلسہ قادیان کے افتتاحی خطاب کے موقع پر اہل ربوہ کا انہماک

ربوہ 26۔ دسمبر 1995ء ربوہ میں جلسہ سالانہ قادیان کے افتتاحی خطاب کے موقع پر اہل ربوہ نے بڑے انہماک اور توجہ سے حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع کا خطاب ڈش انٹینا پر سنا۔ ربوہ کے تمام بازار گول بازار، اقصیٰ روڈ اور رحمت بازار تین بجے سے پانچ بجے تک بند رہے۔ اہل ربوہ نے بیوت میں ڈش انٹینا کے مراکز میں یا اپنے گھروں میں حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع کا خطاب سنا اور دیکھا۔ لوکل انجمن احمدیہ نے جلسہ قادیان کا پروگرام چھ ہزار کی تعداد میں چھپوا کر ایک ایک گھر تک پہنچایا۔ اس کے علاوہ بیوت میں اعلان کے ذریعے اہل ربوہ کو جلسہ کے پروگرام سے آگاہ کیا گیا۔ جلسہ کے دنوں کے حوالے سے ربوہ میں مہمانوں کی تعداد بھی معمول سے زیادہ ہے۔ بازاروں اور گلیوں میں نمایاں چہل پہل نظر آ رہی ہے۔

## محترم ثاقب زیروی صاحب کی صحت کے لئے دعا کی تحریک

○ حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع نے لندن سے جلسہ سالانہ قادیان 1995ء کی افتتاحی تقریب میں تلاوت و نظم کے بعد بچوں اور بچیوں کو ایک ترانہ پیش کرنے کے لئے بلایا۔ یہ ترانہ محترم ثاقب زیروی صاحب مدیر ہفتہ وار "لاہور" کی تخلیق ہے۔ حضرت صاحب نے فرمایا کہ ایک وقت میں یہ ترانہ قادیان کے گلی کوچوں میں گایا جاتا تھا۔ اور بہت مشہور تھا۔ حضرت صاحب نے فرمایا کہ ثاقب زیروی صاحب بیمار ہیں۔ ان کے لئے دعا کی تحریک کی خاطر بھی یہ ترانہ پیش کیا جا رہا ہے۔

اس ترانے کے بول ہیں۔

اے قادیاں دارالاماں
اونچا رہے تیرا نشان

## ولادت

○ مکرم بکری عبید صاحب (مشرقی افریقہ) کو اللہ تعالیٰ نے اگست 95ء میں بیٹی عطا فرمائی ہے۔ جو وقف نو میں شامل ہے حضرت صاحب نے بچی کا نام عائشہ عبیدی عطا فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ بچی کو نیک و خادمہ دین بنائے۔

## درخواست دعا

○ مکرم مرزا عطاء الرحمان صاحب آف لندن جو آجکل ربوہ آئے ہوئے ہیں چند روز سے شدید بیمار ہیں اور ان کو مورخہ 27۔ دسمبر 95ء کو فضل عمر ہسپتال کے C.U. اوارڈ میں داخل کروایا گیا ہے۔
ان کی کامل شفایابی کے لئے درخواست دعا ہے۔

○ مکرم چوہدری محمد یونس صاحب حافظ آباد شدید بیمار ہیں۔ احباب کرام سے موصوف کی جلد صحت یابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

## تمام بدیوں سے بچنے کی راہ اللہ پر ایمان لانا ہے

(حضرت حکیم مولانا نور الدین صاحب امام جماعت احمدیہ الاول)

میں سمجھ ہی نہیں سکتا کہ ایک شخص ایمان حقیقی رکھ کر سب نبیوں کی مشترکہ تعلیم کی خلاف ورزی کرتا ہے۔ کیا کسی بھی نبی کی تعلیم ہے کہ جھوٹ بولیں۔ دنیا کے حریص ہوں۔ کاہل اور ست بن جائیں۔ دھوکا دیں حق سبحانہ وتعالیٰ کی عبادت سے غافل ہو جائیں۔ شریروں اور بدمعاشوں سے تعلق پیدا کریں۔ خدا تعالیٰ اس کو کبھی پسند نہیں کرتا اور ان تمام بدیوں سے بچنے کی ایک راہ ہے کہ اللہ پر ایمان ہو۔ پس جو شخص (میں اللہ پر ایمان لایا) کا مصداق ہو وہ تمام نیکیوں کا گرویدہ اور بھلائیوں کا پسند کرنے والا ہو گا۔ اگر اس طرح پر سمجھ نہیں آتا تو ایک اور راہ ہے جس پر چل کر انسان بدیوں سے بچ سکتا ہے۔ یوم آخر پر ایمان ہو اگر انسان جزاء اعمال کو مانتا ہو

باقی صفحہ 2 پر

## دین کی جڑ اس میں ہے کہ ہر امر میں خدا تعالیٰ کو مقدم رکھو

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ
الفضل
ربوہ

پبلشر: آغا سیف اللہ - پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس - ربوہ
مقام اشاعت: دار النصر غربی - ربوہ

قیمت
2 روپے 50 پیسے

28- فتح 1374 ھش — 28 - دسمبر 1995ء

# مشعلِ راہ

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ (ہماری دلی دعائیں آپ کے لئے) فرماتے ہیں:-

○ یہ سچ ہے کہ استقامت ہمیں چاہئے اور یہ استقامت بھی اللہ تعالیٰ کے فضل اور کرم ہی سے ملتی ہے۔ بعض اوقات انسان کو یہ بھی دھوکا لگتا ہے کہ فلاں مراد پوری نہیں ہوئی۔ حالانکہ بات یہ ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ احتیاج سے ہی انسان کو بری کر دیتا ہے۔

○ خدا تعالیٰ کی باتوں کو جو سمجھ لے وہی سعید ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا منشاء کچھ اور ہوتا ہے۔ سمجھا کچھ اور جاتا ہے۔ اور پھر اپنی عقل اور عمل کے پیمانے سے اسے ماپا جاتا ہے۔ یہ ٹھیک نہیں۔

○ نفس لوآمہ ہے جو بدی کرتا ہے پر بدی پر ہمیشہ گھبراتا ہے اور شرمندہ ہوتا ہے اور توبہ کرتا رہتا ہے۔ ایسا شخص نفس کا غلام نہیں ہے اور اس حالت میں ہونا ایک حد تک ضروری بھی ہے۔ اس سے دل برداشتہ نہیں ہونا چاہئے۔ کیونکہ اس میں بڑے بڑے ثواب ہیں۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ خود بخود نور اور سکینت نازل کرتا ہے۔ خدا کی رحمت کا وقت آتا ہے اور ایک ٹھنڈ پڑ جاتی ہے۔ اور وہ بات ہوا ہو جاتی ہے۔ انسان کو چاہئے کہ تھک نہ جاوے

○ اس وقت اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ وہ اپنا چہرہ دکھلاوے۔ مخلوق کی قساوت قلبی انتہا تک پہنچ گئی ہے اور لوگوں نے نرمی سے فائدہ نہیں اٹھایا۔

○ اگر کسی شخص نے اپنے بھائی کے ساتھ ہمدردی نہیں کی تو اس نے ساری دنیا کے ساتھ ہمدردی نہیں کی۔ زندگی سے اس قدر پیار نہ کرو کہ ایمان ہی جاتا رہے۔

○ خوب یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ پر توکل بھی کوئی چیز ہے۔ یہ مت سمجھو کہ تم نری پرہیزوں سے بچ سکتے ہو۔ جب تک خدا تعالیٰ کے ساتھ سچا تعلق نہ ہو اور انسان اپنے آپ کو کارآمد انسان نہ بنالے اس وقت تک اللہ اس کی کچھ پرواہ نہیں کرتا خواہ وہ ہزار بھاگتا پھرے۔

○ ایمان کی جڑ بھی (عبادت) ہے۔ بعض بیوقوف کہتے ہیں کہ خدا کو ہماری (عبادتوں) کی کیا حاجت ہے۔ پس اے نادانو۔ خدا کو حاجت نہیں مگر تم کو تو حاجت ہے کہ خدا تعالیٰ تمہاری طرف توجہ کرے۔ خدا کی توجہ سے بگڑے ہوئے کام سب درست ہو جاتے ہیں۔ (عبادت) ہزاروں خطاؤں کو دور کر دیتی ہے اور ذریعہ حصول قرب الٰہی ہے۔

○ میں تو قائل ہوں کہ اہل اللہ یہاں تک ترقی کرتے ہیں کہ مادری محبت کے اندازے سے بھی بڑھ کر انسان کے ساتھ محبت کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں ان ارشادات پر غور کرنے اور ان کے مطابق عمل کرتے ہوئے اپنی زندگیوں کو بہتر سے بہتر بنانے کی توفیق دے اور ہم اپنی زندگی کا حقیقی مقصد حاصل کر سکیں۔ اے خدا تو ایسا ہی کر۔

تاریکیوں کے سینے میں خنجر اتاریئے
ہر سمت کونے کونے میں سورج ابھاریئے
منزل کی ہے لگن تو نہ روکیں قدم مگر
عفریت رہگذر میں ہے اس کو تو ماریئے

ابوالاقبال

○

یُوں نہ پیار سے دیکھو خاص لوگوں کو
کیوں اُداس کرتے ہو ہم اُداس لوگوں کو

یُوں تو اُس سے ملنے کی آس بھی نہیں کوئی
بیقرار رکھتی ہے پھر بھی آس لوگوں کو

بانٹ بانٹ دنیا میں اس کے حُسن کی خوشبو
جمع کر لیا ہم نے آس پاس لوگوں کو

سُوت اپنی سوچوں کا کات کات کر بانٹا
اور کیا بھلا دیتے بے لباس لوگوں کو

حُسن اُس کی آنکھوں کا دلنشیں تو ہے لیکن
سوچنے نہیں دیتی بھُوک پیاس لوگوں کو

آؤ چل کے ٹی وی پر اس کا چہرہ دکھلائیں
سوزِ عشق سے عاری بدحواس لوگوں کو

شاید اُس کی باتیں ہی دَرد کا مداوا ہوں
شاید اُس کا چہرہ ہی آئے راس لوگوں کو

ڈاکٹر پرویز پروازی

بقیہ صفحہ 1

اور اسے ایمان ہو تو وہ بدیوں سے بچ جاتا ہے۔ ایک شریف طبع انسان کو کہہ دیں کہ دو روپے دیتے ہیں۔ دو جوتے لگا لینے دو، وہ کبھی پسند نہیں کرے گا۔ پھر یوم آخر میں کب کوئی گوارا کر سکتا ہے۔ پس اس پر ایمان لا کر بدی نہیں کر سکتا۔ میں جانتا ہوں کہ ایک نوکر اپنے فرضِ منصبی میں سستی کر کے تنخواہ پا سکتا ہے۔ ایک اہلِ حرفہ دھوکہ دے کر قیمت وصول کر سکتا ہے۔ ایک شخص دوست کو دھوکا دے کر آؤ بھگت کرا سکتا ہے یہ ممکن ہے لیکن آخرت پر ایمان جو کہ اللہ تعالیٰ کے حضور جا کر ان اعمال کی جواب دہی کرنا ہے تو ایسا عاقبت اندیش بدی کا ارتکاب نہیں کر سکتا۔

(خطباتِ نُور جلد دوم صفحہ 155-156)

## وقف عارضی کی کم از کم

### مدت - دو ہفتہ

○ "میں جماعت میں تحریک کرتا ہوں کہ وہ دوست جن کو اللہ تعالیٰ توفیق دے سال میں دو ہفتہ سے چھ ہفتہ تک کا عرصہ دین کی خدمت کے لئے وقف کریں اور انہیں جماعت کے مختلف کاموں کے لئے جس جس جگہ بھجوایا جائے وہاں وہ اپنے خرچ پر جائیں۔ اور ان کے لئے وقف شدہ عرصہ میں سے جس قدر عرصہ انہیں وہاں رکھا جائے اپنے خرچ پر رہیں اور جو کام ان کے سپرد کیا جائے اسے بجا لانے کی پوری کوشش کریں۔"

(الفضل 23- مارچ 1996ء)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ارشادات حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی

# علمی مسائل

فرماتا ہے کہ ہم نے انسان کا عمل اس کی گردن میں باندھ دیا ہے۔ یا گردن کے ساتھ چسپاں کر دیا ہے اور قیامت کے دن اسے اس کے سامنے ایک کتاب کی صورت میں نکالیں گے جسے وہ کھلی ہوئی پائے گا۔ یعنی اس کے مطابق اس سے سلوک ہو گا۔ کیونکہ کھاتہ کا رجسٹر یا حساب لکھنے کے لئے کھولا جاتا ہے۔ یا حساب چکانے کے لئے۔

یہاں یہ بتایا گیا ہے کہ ہر انسان کو سمجھ لینا چاہئے کہ اس کا کوئی فعل ضائع نہیں ہوتا۔ کیونکہ ہم نے اس کے ساتھ اس کا عمل گردن میں چسپاں کر دیا ہے۔ گردن میں چسپاں کرنے کے الفاظ یہ بتانے کے لئے استعمال کئے ہیں کہ اس کے ساتھ اس کا تعلق دائمی ہے۔ جب تک وہ رہے گا اس کے اعمال کا اثر بھی رہے گا۔

عمل کے لئے جو طائر کا لفظ استعمال کیا گیا ہے اس سے اس طرف اشارہ کیا ہے کہ جیسے طائر اڑ جاتا ہے اور نظر نہیں آتا ویسے ہی انسان اپنے عمل کو بھول جاتا ہے بلکہ دوسرے لوگ بھی بھول جاتے ہیں۔ لیکن یہ طائر وہ ہے جو ایک رسی سے انسان کی گردن سے بندھا ہوا ہے۔ اس لئے گو وہ اڑ جائے اور نظر نہ آئے مگر اس سے تعلق انسان کا نہیں ٹوٹتا۔ ایک نہ ایک دن اس کے نتائج ظاہر ہو کر ہی رہتے ہیں۔

دوسرے یہ بتایا ہے کہ جیسے پرندے کے پاؤں میں لمبی رسی باندھ کر اسے چھوڑ دیا جاتا ہے تو وہ اس رسی کی حد تک اڑ کر چلا جاتا ہے۔ اسی طرح انسانی اعمال کا حال ہے کہ بعض دفعہ وہ معمولی نظر آتے ہیں لیکن ان کا اثر دور تک جاتا ہے۔

یہاں انسان کو بتایا ہے کہ انسان کو اپنے اعمال میں بہت ہوشیار اور محتاط رہنا چاہئے کیونکہ جب کیا ہوا عمل اس کے اختیار میں نہیں رہتا اور اس کا اثر بھی بہت وسیع ہے نظروں سے بھی غائب ہے اور ساتھ بھی لگا ہوا ہے تو ان سب باتوں سے معلوم ہوا کہ اس کا مٹانا بہت مشکل امر ہے۔ پس بڑی احتیاط کی ضرورت ہے۔ اس کے عمل کا نتیجہ خواہ جلدی نکلے خواہ دیر سے۔ مگر نکلے گا ضرور۔ کیونکہ گو بعض دفعہ یوں معلوم ہوتا ہے کہ وہ پرندہ کی طرح اڑ گیا ہے۔ مگر چونکہ یہ پرندہ گردن سے بندھا ہوا ہے آخر ایک دن واپس آئے گا اور انسان کو اپنے کئے کا مزہ چکھنا پڑے گا۔ دوسری جگہ فرمایا کہ کوئی شخص اگر سرخ چیونٹی کے برابر بھی نیک یا بد عمل کرے گا۔ یا ہوا کے ذرہ کے برابر بھی نیک یا بد عمل کرے تو وہ اس کا انجام ضرور دیکھ لے گا۔ یہاں یہ مطلب نہیں کہ توبہ قبول نہ ہو گی۔ توبہ تو ضرور قبول ہو گی۔ مگر گناہ کرنے والا پیچھے ضرور رہ جائے گا۔ مثلاً فرض کر لو کہ دو انسان ہیں جو نیکی میں برابر ہیں ان میں سے ایک نے ایک بدی کی اور پھر توبہ کی اس کے گناہ کو تو خدا تعالیٰ ضرور معاف کر دے گا۔ مگر جب اس نے بدی کی دوسرے شخص نے اس کے مقابل نیکی کی۔ تو یہ توبہ کرنے والا تو اسی پہلے درجہ پر رہا مگر دوسرا اس سے آگے نکل گیا۔ پس اس غلطی کرنے والے شخص کو خدا تعالیٰ معاف تو کر دے گا۔ لیکن یہ نہ ہو گا کہ اس کو اس دوسرے شخص کے ساتھ ملا دے جس نے بدی نہیں کی تھی۔ وہ تو بہرحال اس سے ایک درجہ بڑھا ہی رہے گا۔ پس ہر عمل کا ایک اثر ہے جو باقی رہتا ہے۔ اب تو اللہ تعالیٰ نے اس مضمون کو سمجھانے کے لئے انسان کو وائرلیس ٹیلیگرافی یا ٹیلی فون کا علم بھی بخش دیا ہے۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ باریک سے باریک حرکت بھی جو" میں دور تک مرتعش ہوتی چلی جاتی ہے۔ پس انسان کو اپنے اعمال میں بہت محتاط ہونا چاہئے کیونکہ ہر عمل ایک بیج کی طرح ایک نیا پودا پیدا کرتا ہے جو بغیر اس کے علم کے بڑھتا رہتا ہے۔

حدیث میں آتا ہے کہ ہر عمل کا اثر انسان کے قلب پر ہوتا ہے۔ اگر نیکی کرے تو اس کے قلب پر نور کا ایک نشان پیدا ہو جاتا ہے اور بدی کرے تو ایک سیاہ نشان پڑ جاتا ہے اسی طرح نیکی کرنے والے شخص کے دل پر نیکیوں کا نور بڑھتا رہتا ہے۔ حتی کہ اس کا سارا دل روشن ہو جاتا ہے۔ اور وہ نجات پا جاتا ہے۔ اور بدی کرنے والے کے دل پر سیاہ دھبے بڑھتے جاتے ہیں یہاں تک کہ ایک دن سارا دل سیاہ ہو جاتا ہے اور وہ شخص ہلاک ہو جاتا ہے۔ بعض لوگوں نے طائر کے معنے قسمت کے کئے ہیں مگر یہ معنے اس کے نہیں ہو سکتے کیونکہ طائرہ کہہ یہ بتایا گیا ہے کہ اپنے عمل کا پیدا کرنے والا خود انسان ہی ہے۔ خدا تعالیٰ نے جو مقرر کر دیا وہ تو پتھر کہلائے گا یا طوق۔ طائرہ نہیں کہلا سکتا۔

یہ معنے بھی اس کے ہو سکتے ہیں کہ ہر انسان کی نیک فالی اور بد فالی تو اس کی گردن میں بندھی ہوئی ہے اور وہ دوسری چیزوں میں جا کر فالیں تلاش کرتا پھرتا ہے۔ گردن کا لفظ اس لئے استعمال کیا کہ انسان جب نیکی کرے تو سر اونچا کر لیتا ہے اور جب بدی کرے تو ذلت کی وجہ سے گردن نیچی کر لیتا ہے۔ پس اس لفظ کے استعمال سے اس طرف توجہ دلائی کہ انسان اپنے اعمال کا جائزہ اپنی گردن سے کر لیا کرے یعنی دیکھے کہ وہ اپنے ہمرازوں اور ہم جیسوں میں گردن اونچی کر سکتا ہے یا نہیں۔ اگر اس کا دل اور اس کے ہمراز اسے بے عیب قرار دیتے ہوں تو سمجھ لے کہ اس کا قدم نیکی پر ہے۔ لیکن اگر اس کا اپنا دل اور اس کے ہم راز اس میں سو سو گند پاتے ہوں تو لوگوں میں فخر کرنے سے اسے کیا نفع ہو سکتا ہے۔

ملک محمد عبد اللہ

# حضرت سید ولی اللہ شاہ صاحب

حضرت سید ولی اللہ شاہ صاحب حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی کے ابتدائی نہایت مخلص ساتھیوں میں سے تھے۔ آپ سے میری واقفیت طالب علمی کے زمانہ سے تھی۔ آپ کے دو عزیز سید بشیر شاہ صاحب (وفات یافتہ) اور سید عبد اللہ شاہ صاحب میرے ہم عمر گہرے دوست تھے جن کی وجہ سے میری آپ کے ہاں بہت آمد و رفت تھی۔ حضرت شاہ صاحب جب بھی ہمیں دیکھتے اپنے پاس بلا کر بڑی پیار و محبت کی باتیں کرتے۔ سید عبد اللہ شاہ صاحب سے اب بھی کبھی کبھی ملاقات ہوتی ہے۔ آپ آج کل بہت بیمار ہیں اللہ تعالیٰ شفاء عطا فرمائے۔

میں جب 1935ء میں بطور مربی منتخب ہو کر نظارت اصلاح و ارشاد میں آیا تو اس وقت اس کے ناظر حضرت شاہ صاحب تھے۔ آپ زیادہ تر نظارت اصلاح و ارشاد یا نظارت امور عامہ کے ناظر رہے۔ آپ کو یہ خصوصیت بھی حاصل تھی کہ آپ کی ہمشیرہ محترمہ حضرت ام طاہر احمد صاحبہ حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی کے عقد میں آئیں۔ دونوں بہن بھائی خدمت خلق کے جذبہ سے سرشار تھے۔ مجھے مضامین لکھنے کا شوق تھا اور اس زمانہ میں میرے مضامین اخبار الفضل اور جماعت کے دیگر رسالہ جات میں شائع ہوتے رہتے تھے۔ حضرت شاہ صاحب کی نظر سے بھی یہ مضامین گذرتے۔ آپ انہیں پسند فرماتے تھے۔ چنانچہ آپ نے میری سروس بک میں یہ تحریر کیا کہ یہ ایک اچھے مربی ہیں لیکن ان کی تحریر تقریر سے زیادہ بہتر ہے۔ میرے اس شوق کو دیکھ کر آپ نے مجھے "جماعت احمدیہ" کے نام سے ایک کتاب لکھنے کا ارشاد فرمایا۔ چنانچہ آپ کے اس ارشاد کے ماتحت چند ماہ میں یہ کتاب تحریر کی اور نظارت اصلاح و ارشاد نے اسے شائع کیا۔

1937ء کے آخر میں خاکسار نظارت اصلاح و ارشاد سے تبدیل ہو کر حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کے ماتحت نظارت تالیف و تصنیف میں آ گیا۔ اب گو دفتری لحاظ سے تو میں حضرت سید ولی اللہ شاہ صاحب سے منسلک نہ رہا۔ لیکن آپ کی شفقت اور مہربانی میں ذرہ بھر فرق نہ آیا اور ملکی تقسیم کے بعد اس میں مزید اضافہ ہوا۔ میں لاہور میں دفتر تفسیر (-) میں کام کرتا تھا اور حضرت شاہ صاحب کی نظارت ربوہ میں منتقل ہو گئی تھی۔ وہاں پر آپ ایک خام اینٹوں سے تعمیر شدہ کوارٹر میں عارضی طور پر مقیم تھے یہی حال باقی افسران اور کارکنان کا تھا حضرت شاہ صاحب کی فیملی لاہور میں تھی آپ اپنے کوارٹر میں اکیلے تھے۔ مجھے جب کسی دفتری کام کے لئے لاہور سے ربوہ جانا ہوتا تو حضرت شاہ صاحب مجھے اپنے کوارٹر میں ٹھہراتے اور اپنے ملازم کے ذریعے میرا کھانا بھی دار الضیافت سے منگواتے۔ 1952ء میں دفتر تفسیر (-) میں میرا کام ختم ہو گیا تو میں اپنی فیملی کے ساتھ ربوہ آ گیا اب بہت سے کوارٹر پختہ اینٹوں کے تعمیر ہو چکے تھے۔ مجھے بھی ایک کوارٹر مل گیا یہاں مجھے حضرت مولانا جلال الدین صاحب شمس کے ساتھ نائب ناظم دفتر تالیف و تصنیف لگایا گیا۔ میرا کوارٹر حضرت شاہ صاحب کی کوٹھی کے قریب ہی تھا۔ آپ کی فیملی بھی لاہور سے ربوہ آ چکی تھی۔ اس طرح دونوں گھرانوں کے تعلقات بھی قائم ہو گئے۔

1953ء میں جب میں اسیر راہ مولیٰ کے سلسلہ میں دو ماہ کے لئے نظر بند ہوا تو اس دوران حضرت شاہ صاحب اور ان کی بیگم صاحبہ نے میری اہلیہ صاحبہ اور بچوں کی خبر گیری کا حق ادا کر دیا روزانہ گھر پر آ کر میری اہلیہ سے دریافت فرماتے کہ کوئی کام یا کسی چیز کی ضرورت ہو تو بتلائیں۔ میرا بڑا لڑکا عزیز ڈاکٹر مقبول احمد اس وقت نو سال کا تھا اسے آج بھی حضرت شاہ صاحب کی ہمدردی کے کئی واقعات یاد ہیں۔ میری نظر بندی کے دوران اسے گھر سے باہر جہاں بھی دیکھتے بلا کر بہت پیار کرتے۔ اسی طرح میری اہلیہ صاحبہ نے بتلایا کہ ایک دن سخت آندھی تھی بڑی بچی عزیزہ طیبہ کے گلے میں سخت تکلیف اور سوجن تھی۔ آج ربوہ میں ہر طرف بلند و بالا عمارتوں اور ہر طرف درختوں کی بہتات کی وجہ سے ایسی زبردست آندھی نہیں آتی۔ ایسے خراب موسم میں حضرت شاہ صاحب بچی کو ساتھ لے کر پیدل ڈاکٹر کی دوکان پر گئے۔ اس وقت ڈاکٹر کی ایک ہی دوکان دار الرحمت شرقی میں تھی جو کوارٹروں سے کافی فاصلہ پر تھی۔ حضرت شاہ صاحب بچی کی دوا لے کر اسے گھر چھوڑ کر پھر اپنے مکان پر تشریف لے گئے۔ یہ سچی اور پاکیزہ ہمدردی محض احمدیت کی وجہ سے تھی۔

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کی جب وفات ہوئی تو اس وقت خاکسار اپنے بچوں کے ہمراہ کوہ مری میں تھا۔ وفات کی خبر سنتے ہی بھاگم بھاگ تدفین سے کچھ دیر پہلے ربوہ پہنچے۔ تدفین اور دعا سے فارغ ہو کر میں حضرت شاہ صاحب کے ہاں گیا۔ آپ ان دنوں بہت بیمار تھے مکان کے بیرونی برآمدہ میں لیٹے ہوئے تھے۔ آپ کی بیگم صاحبہ حضرت میاں صاحب کے ہاں گئی ہوئی تھیں۔ آپ مجھے دیکھ کر آبدیدہ ہو گئے۔ بڑی دلگیر آواز میں فرمایا۔ ملک صاحب آپ کے میاں صاحب بھی ہمیں چھوڑ گئے۔ میں بھی نم ناک ہو گیا۔ آج بھی حضرت شاہ صاحب کے یہ درد بھرے الفاظ یاد

باقی صفحہ 5 پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ملک جمیل الرحمان رفیق

# کہیں سے آبِ بقائے دوام لا ساقی!

"اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا اور بتایا کہ بارہ سال ابھی اور باقی ہیں" اپنی بیماری کا تذکرہ کرتے ہوئے نائیجیریا سے 1983ء میں انہوں نے مجھے لکھا جبکہ میں کینیا میں مقیم تھا۔ میں نے اسی دم یہ خط فائل میں محفوظ کر لیا۔ اب جبکہ ان کا وصال ہوا تو لیگوس سے 25 فروری 1983ء کا تحریر کردہ یہ نامہ نکال کر پڑھا' اور دل خدا کی حمد سے بھر گیا۔

انہیں خوب معلوم تھا کہ بارہ سالہ مہلت 1995ء میں ختم ہو رہی ہے۔ جبھی تو میرے استفسار پر کہ کب ہسپتال سے گھر جانے کا ارادہ ہے' اپنے مخصوص انداز میں زیرِ لب مسکراتے ہوئے انہوں نے کہا تھا: گھر کیا جانا ہے' یہاں گھر کی نسبت آرام ہے۔ گھر میں تو بجلی کی لوڈ شیڈنگ کے وقت تکلیف ہوتی ہے' مگر یہاں فوراً جنریٹر چل پڑتا ہے۔

مولانا محمد منور صاحب جماعت کے دیرینہ خادم جنہوں نے تنزانیا' کینیا اور شرق اوسط میں بحیثیت امیر و مشنری انچارج انتھک کام کیا' 18 نومبر 1995ء کو اپنے مولائے حقیقی سے جا ملے۔

1962ء میں جب پہلی بار خاکسار تنزانیا (اس وقت ٹانگانیکا) گیا تو دارالسلام میں پہلی بار اس وجیہہ صورت علم دوست بزرگ سے ملاقات ہوئی۔ بڑے تپاک سے ملے۔ مسلسل تین سال ایک ہی مکان میں اکٹھے رہ کر انہیں نہایت قریب سے دیکھنے کا موقع ملا۔ بہت مخلص' بے لوث' از حد محنتی' ریا سے کوسوں دور اور دوسروں کی ہمدردی میں سرشار انہیں پایا۔

بی ایس سی کے بعد شاہد کر کے جب میں ایسٹ افریقہ گیا تو چھبیس سال کا تھا' سواحیلی ابھی ٹھیک طرح سیکھی نہ تھی۔ جاتے ہی مولانا نے ارشاد فرمایا کہ Rufiji کے علاقے میں فلاں نے فساد برپا کیا ہوا ہے' اس سے مناظرہ کر آؤ۔ مناظرے کے اشتہار بھی سائیکلو سٹائل کر لئے گئے تھے۔ میں نے کہا جانے کو تو میں تیار ہوں اور اسی دم روانہ ہوتا ہوں مگر ابھی مجھے سواحیلی نہیں آتی تو مناظرہ کیسے کروں گا۔ کہنے لگے واہ' مناظرہ کیا ہونا ہے۔ آپ کی آمد کی خبر سن کر ہی وہ اس گاؤں سے بھاگ جائے گا۔ اور فی الواقعہ اسی طرح ہوا۔ ہمارے احباب نے مناظرے کا چیلنج لے کر دوسرے گاؤں تک اس کا پیچھا کیا مگر وہ اس سے بھی اگلے گاؤں بھاگ گیا۔

مجھے ارشاد تھا کہ Rufiji کی جماعت میں ہفتہ بھر قیام کرنا ہے تاکہ احباب کے ساتھ رہ کر ان کی تربیت وغیرہ کی جا سکے۔ افریقن احباب میری ٹوٹی پھوٹی سواحیلی بڑے غور سے سنتے اور حوالے نوٹ کرتے اس علاقے میں مچھروں کی اس قدر بھرمار تھی کہ خدا کی پناہ۔ تیسرے چوتھے دن ہی خاکسار شدید ملیریا کا شکار ہو گیا۔ جب مرض نے مجھ پر پوری طرح غلبہ پا لیا تو میرے میزبان صدر جماعت مسٹر مالکی مبینگو بہت پریشان ہوئے اور کہنے لگے کہ میں دارالسلام مولانا کو فون کرتا ہوں تاکہ ان کو اس کیفیت سے آگاہ کروں۔ اور اس پسماندہ گاؤں میں مناسب علاج بھی میسر نہیں۔ میں نے انہیں منع کر دیا کہ دو ایک دن ہی تو باقی ہیں۔ سات دن بہرحال میں نے یہاں رہنا ہے۔ اللہ تعالیٰ فضل فرمائے گا اور میں اٹھنے کے قابل ہو سکوں گا۔ اس وقت تو صدر صاحب رک گئے۔ مگر اگلے دن گھبراہٹ میں فون کر دیا۔ مجھے اس وقت معلوم ہوا جب آدھی رات کو دارالسلام سے مکرم محمد اصغر صاحب لون کار لے کر آ پہنچے اور کہنے لگے کہ ابھی کار میں بیٹھیں اور چلیں دارالسلام۔ میں نے کہا کہ رات کا وقت ہے۔ سڑک بھی کچی اور ٹوٹی پھوٹی۔ صبح کو چلیں گے۔ کہنے لگے آپ کو علم نہیں کہ مولانا کس قدر پریشان ہیں۔ انہوں نے جب احباب جماعت کو آپ کی بیماری کی خبر دی تو رقت سے ان کی آواز نہیں نکلتی تھی اور آنکھوں میں آنسو تھے۔ مجھے ارشاد فرمایا کہ ابھی جاؤ اور راتوں رات انہیں لے کر آؤ۔

اس پر میں نے کہا اچھا چلو پھر۔ مگر کہنے لگے پہلے یہ لیں' اور میرے سامنے دارالسلام سے لایا ہوا کھانا رکھ دیا اور کہا کھانا کھا لیں پھر چلتے ہیں۔ پھر خود ہی کہنے لگے کہ دوسروں نے تو جو سوچا ہو گا اس کا مجھے علم نہیں۔ مگر میرے دل میں یہی آیا کہ ہفتہ بھر آپ غیر مانوس کھانا کھا کر بیمار پڑ گئے ہیں اس لئے میں کھانا بھی ساتھ لے آیا۔ بہرحال ہم پو پھٹتے ہی دارالسلام پہنچ چکے تھے۔ مجھے دیکھ کر مولانا نے اطمینان کا سانس لیا۔ مولانا کی یہ ہمدردی میرے دل پر مستقل نقش چھوڑ گئی۔ اور آہستہ آہستہ دوستی میں تبدیل ہو گئی۔

مولانا کی عام تعلیم اگرچہ ایف اے تک تھی مگر اللہ تعالیٰ نے انہیں انگریزی زبان خوب سکھائی تھی۔ روانی سے انگریزی میں گفتگو فرماتے۔ جب کلام الٰہی کے تفسیری نوٹس انگریزی میں لکھے جا رہے تھے تو محترم و مکرم ملک غلام فرید صاحب نے خواہش کی کہ کوئی قابل مربی ان کو دیا جائے جو نوٹس کی نظر ثانی کر دے۔ مولانا کو یہ کام سونپا گیا۔ آپ نے نہ صرف ترمیمات کئے جانے والے مقامات کی نشاندہی کی بلکہ کئی صفحات پر مشتمل ترمیمات خود انگریزی زبان میں تحریر کرنے کے بعد ٹائپ کر کے پیش کر دیں۔ جب محترم ملک غلام فرید صاحب کو یہ ترمیمات بھجوائی گئیں تو وہ بہت متاثر ہوئے اور دفتر سے دریافت کیا کہ یہ کون مربی ہیں جنہوں نے نہایت قیمتی ترمیمات کی ہیں اور بہت عمدہ انگریزی تحریر کی ہے۔

عربی زبان میں بھی آپ عمدگی سے گفتگو فرماتے۔ تلفظ کا خیال بہت رکھتے۔ جب شروع شروع میں خاکسار ٹانگانیکا گیا تو ایک دن بظاہر سرسری انداز میں۔ لیکن درحقیقت میرے امتحان کے لئے۔ کہنے لگے کہ یہ کیا لفظ ہے مَعْدَہ ہے یا مَعِدَہ۔ میں نے عرض کیا کہ عربی میں تو دونوں طرح ہی ٹھیک ہے۔ اس پر ان کا چہرہ خوشی سے تمتما اٹھا۔

کینیا کے قبیلے لوو (LWO) کی زبان آپ نے قلیل عرصہ میں سیکھی۔ میں نے انہیں اس قبیلے کے افریقنوں کے ساتھ فرفر LWO زبان بولتے دیکھا ہے۔

لیکن سواحیلی زبان پر ان کی دسترس قابل رشک تھی۔ بغیر پیشگی ڈرافٹ کئے خطبات اور مضامین کے تراجم ٹائپ کرتے ہوئے دیکھ کر میں بہت متاثر ہوا تھا۔ اور یہ مضامین اسی طرح پریس میں طباعت و اشاعت کے لئے بھجوا دیئے جاتے تھے۔ الفضل میں سے خطبہ جب سناتے تو سامنے الفضل ہوتا اور بڑی روانی سے سواحیلی میں بولتے چلے جاتے۔ سال ہا سال آپ نے سواحیلی ماہنامے کی ادارت کی انہی ایام کی بات ہے کہ ایک دن محترم شیخ عمری صاحب نے بتایا کہ صدر مملکت مسٹر Nyerere نے بہت افسوس سے انہیں کہا کہ ایسٹ افریقہ کے اخبارات کی زبان سواحیلی معیاری نہیں۔ سوائے دو اخبارات کے۔ ان دو میں سے ایک ہمارے سواحیلی ماہنامے کا نام لیا' جس کی ادارت کوئی افریقن نہیں بلکہ مکرم مولانا محمد منور صاحب فرما رہے تھے۔ یاد رہے کہ مسٹر Nyerere خود سواحیلی زبان کے چوٹی کے شاعروں اور نثر نگاروں میں سے ہیں۔ آپ نے شیکسپیئر کا سواحیلی میں ترجمہ بھی کیا ہے۔

خاکسار نے ایسٹ افریقہ جاتے ہی سواحیلی سیکھنی شروع کی تو مولانا نے بہت رہنمائی فرمائی۔ حتیٰ کہ خاکسار تین ماہ میں اپنا مافی الضمیر بلا جھجک ادا کرنے کے قابل ہو گیا بلکہ جانے کے ڈیڑھ سال بعد پہلی کتاب بھی سواحیلی میں ترجمہ کر دی۔ یہ سب خدا کے فضل سے مکرم مولانا موصوف کی توجہ کی وجہ سے ہوا۔

آپ نے سواحیلی زبان میں دین حق کی تائید میں بہت لکھا' افریقنوں کے دل آپ نے جیت لئے۔ افریقن بھی آپ سے بہت محبت کرتے۔ گھنٹوں آپ کی باتیں سنتے۔ متاثر ہوتے اور اپنی خوش قسمتی پر نازاں ہوتے۔ ایک افریقن شاعر نے اپنی نظم میں بڑے جذبات سے کہا کہ مشرقی افریقہ کے دو چمکنے والے ستاروں میں سے ایک مولانا محمد منور صاحب ہیں۔ کلام الٰہی کے سواحیلی ترجمہ کے تعلق میں بھی آپ نے مولانا شیخ مبارک احمد صاحب کے ساتھ قابل قدر کام کیا جو رہتی دنیا تک صدقہ جاریہ رہے گا۔

مولانا نے دو شادیاں کیں' دونوں سے ایک ایک اولاد ہوئی۔ ایک بیٹا اور بیٹی۔ خود بھی والدین کی اکیلی اولاد تھے۔ بہت بذلہ سنج تھے۔ کہا کرتے تھے کہ ہمارے ہاں جتنے بچے چاہئیں' اتنی شادیاں کرنا پڑتی ہیں۔ کہنے لگے کہ والد صاحب نے دوسری شادی اسی خیال سے کرا دی تھی۔ آپ کے فرزند عزیزم مکرم مبارک احمد صاحب طاہر واقف زندگی ہیں اور آپ کی بیٹی بھی ایک مربی سلسلہ سے بیاہی ہوئی ہے۔ اس طرح آپ کی ساری اولاد دینی خدمات میں مصروف ہے۔ خود بھی آپ نے 1948ء سے لے کر 1983ء تک بیرون ملک 35 سال خدمات انجام دیں جن میں سے 21 سال بحیثیت امیر و مشنری انچارج تنزانیا' کینیا' نائیجیریا اور شرق اوسط میں کام کیا۔ آپ نے 1942ء میں زندگی وقف کی تھی۔ 1922ء میں آپ قتال پور ضلع ملتان میں پیدا ہوئے اور 73 سال کی عمر پائی۔ اللہ تعالیٰ کی بے شمار رحمتیں آپ پر نازل ہوں۔ آپ نے اپنے پیچھے ایک بیٹا' ایک بیٹی اور ایک بیوہ چھوڑے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب کا حامی و ناصر ہو اور انہیں صبر جمیل کی نعمت سے نوازے۔

---

یادِ رفتگان .... ملک عبدالحفیظ ایڈووکیٹ

# ملک عبدالوحید سلیم صاحب

میرے ابا جان مکرم ملک عبدالوحید سلیم 1916ء کو کلانور میں پیدا ہوئے اور 29۔ اکتوبر 1995ء بعمر 79 سال بقضائے الٰہی جنرل ہسپتال لاہور میں چند روز علیل رہنے کے بعد وفات پا گئے۔ آپ ملک محمد طفیل صاحب (وفات یافتہ) ٹمبر مرچنٹ راوی روڈ کے داماد اور مکرم ملک عبدالجلیل عشرت کے بھانجے تھے۔ موصوف حلقہ سمن آباد کے روح رواں تھے۔ آپ بیت الذکر کی رونق ہوا کرتے تھے۔ اپنے حلقہ کے سیکرٹری رشتہ ناطہ اور سیکرٹری ضیافت بھی رہے۔ جلسہ سالانہ ربوہ کے لئے ہمیشہ اپنے حلقہ سے سپیشل بس کا انتظام کرتے۔ آپ انتہائی اعلیٰ اخلاق کے مالک تھے۔ جو ان کو ایک مرتبہ ملتا تھا ان کا ہی ہو جاتا تھا۔ عبادت سے تو ان کو عشق تھا۔ لمبے لمبے سجدے کرتے تھے۔ اور ہم سب بہن بھائیوں کے لئے دعائیں کرتے تھے جن سے اب ہم محروم ہو گئے ہیں۔ وہ ایک روشن چراغ تھے جس کی روشنی میں میں پرورش پاتا تھا۔ اور وہ ایک درخت تھے جس کے سایہ میں میں آرام پاتا تھا۔

باقی صفحہ 7 پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

عبدالرزاق خان

# ربوہ کے کچھ ابتدائی حالات

عبدالرزاق خان صاحب لکھتے ہیں:-

خواجہ نذیر احمد کارکن سلسلہ عالیہ احمدیہ دفتر میں کام کیا کرتے تھے۔ ان کی والدہ صاحبہ زینب بی بی تقسیم ہند کے بعد شجاع آباد ضلع ملتان میں آباد ہو گئی تھیں ان کے خاوند شجاع آباد میں وفات پا چکے تھے۔ شجاع آباد میں اکیلے ہونے کی وجہ سے یہ کنبہ رتن باغ لاہور میں حضرت صاحب کے پاس آ کر رہنے لگا۔ میرے والد صاحب چونکہ باورچی خانے میں کام کرتے تھے اور یہ لڑکی کبھی کبھی حضرت صاحب کا کھانا لینے آیا کرتی تھی میرے والد صاحب نے حضرت صاحب سے درخواست کی کہ میرا لڑکا ربوہ میں واقف زندگی ہے اور زیر تعلیم ہے اس لڑکی کا رشتہ آپ مجھے عنایت فرمائیں۔ یہ بات حضرت صاحب نے منظور فرمالی۔ پھر اس کے بعد حضرت صاحب نے میری خوش دامن زینب بی بی صاحبہ سے کہا کہ آپ اپنی لڑکی کا رشتہ ہمارے باورچی بابا شمشیر خان صاحب کے لڑکے سے کردیں۔ انہوں نے حضرت صاحب کے ارشاد کے مطابق رشتہ منظور کرلیا۔

یہ رشتہ ربوہ میں سب سے پہلا تھا۔ جو کہ خیموں کے زمانے میں ہوا اور حضرت صاحب کے حکم کے مطابق حافظ محمد رمضان صاحب نے نکاح پڑھا۔ لاہور واپس آکر دفتر والوں کو جب اس نکاح کی اطلاع دی تو انہوں نے حضرت صاحب کو میری شادی کے متعلق لکھ دیا کہ اب عبدالرزاق خان نے شادی کرلی ہے کیونکہ واقف زندگی ہونے کے لئے مجرد ہونے کی شرط تھی اس لئے حضرت صاحب نے مجھے معلم ہونے سے فارغ کر دیا۔ کیونکہ ہمارا وعدہ تھا کہ جب تک ہماری پڑھائی جاری ہے ہم شادی نہیں کریں گے۔

پھر میں نے حضرت صاحب سے ملاقات کی اور عرض کی کہ میں اپنے وعدہ پر قائم ہوں میں آپ سے کوئی الاؤنس وغیرہ کا مطالبہ نہیں کروں گا اور اپنے آپ کو شادی سے محروم سمجھوں گا۔ پھر اس درخوست پر مجھے دوبارہ معلم رکھ لیا گیا۔

ہم سب کے سب تعلیم حاصل کیا کرتے تھے ہمارے استاد ممتاز احمد صاحب بنگالی ہمارے لئے مقرر تھے۔ پھر انہیں خیموں کے زمانہ میں بنگال کا مربی بنا کر بھیج دیا گیا۔ وہ ہم سے کبھی کبھی ذکر کیا کرتے تھے کہ ہمارا ایک ایسا ادارہ کھولا جائے جس کا نام جامعۃ المبشرین ہو۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے آج یہ نام موجود ہے۔ اس کے بعد ہمارے لئے اور اساتذہ مقرر ہوئے جن کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔ احمد خان نسیم صاحب۔ جو حکمت پر لیکچر دیا کرتے تھے۔ حافظ محمد رمضان صاحب حافظ محمد یوسف صاحب حافظ محمد شفیق صاحب یہ بھی ہمارے استاد تھے ان کے علاوہ اور اساتذہ بھی ہمیں سنت و حدیث وغیرہ پر لیکچر دیا کرتے تھے۔ خیموں کے زمانے میں ایک دو مرتبہ چوریاں بھی ہوئیں۔ جن کا کوئی سراغ نہ ملا۔ تھانہ اس وقت لالیاں میں ہوتا تھا۔ مگر ہم دفتر والوں نے کبھی تھانہ میں رپٹ درج نہ کرائی۔

ڈاک خانے کا خیموں کے زمانے میں کوئی انتظام نہ تھا۔ چنیوٹ میں پوسٹ ماسٹر صاحب کے پاس ہماری ڈاک آیا کرتی تھی وہاں سے ہم خود جا کر ڈاک لایا کرتے تھے پھر ہماری ڈاک زیادہ ہونے لگی تو انہوں نے فرمایا کہ آپ اپنا ڈاک خانہ منظور کروالیں۔ آج خدا تعالیٰ کے فضل سے ربوہ میں بڑی اچھی حالت میں ڈاکخانہ موجود ہے اور ایک اچھی اور خوبصورت بلڈنگ ہے۔

ربوہ کے اردگرد کے لوگوں کی زندگی بہت عجیب و غریب تھی۔ ہم ان کی عادات دیکھ بہت حیران ہوتے تھے۔ مثلاً جب ان کا کوئی شخص فوت ہو جاتا تھا۔ تو تمام افراد مرد عورتیں جنازے کے ساتھ نکل آتے تھے اور کالے کپڑے پہنتے تھے۔ جس میں کھلی قمیض اور تہہ بند ہوتا تھا۔ تہہ بند سے بدن ڈھکا نہیں جاتا تھا۔ دیکھنے میں اچھے بھی معلوم نہیں ہوتے تھے۔ روتے پیٹے جنازہ کے ساتھ جاتے تھے۔ ساتھ مٹی کے برتن کثرت سے لے جاتے تھے۔ ہمارے پاس جو قبرستان ہے اس میں مردے دفناتے تھے۔ ہم ان لوگوں کو دیکھ دیکھ کر حیران ہوتے تھے ہمنے تو کبھی ایسے لباس دیکھے نہیں تھے۔ اب یہ لوگ ترقی کر گئے ہیں اور اچھے لباس پہنتے ہیں۔

ہم اکثر پہاڑیوں اور گاؤں میں پھرا کرتے تھے کیوں کہ ہمیں کام وغیرہ نہیں ہوتا تھا۔ جب ہم گاؤں میں جاتے تھے ہم قبرستانوں میں دیکھتے تھے۔ یہ لوگ وہاں سے کوئی چیز مثلاً لکڑی وغیرہ بھی نہیں اٹھایا کرتے تھے۔ بلکہ یہ لوگ ڈرتے تھے۔ ہم نے یہ بھی دیکھا کہ قبرستان میں کئی درخت ٹوٹے پڑے ہوتے تھے۔ یہ اسے کبھی نہیں جلاتے تھے۔ لیکن ہم لوگ لکڑی اٹھا کر جلا لیا کرتے تھے۔ بلکہ ہم نے کئی ٹوٹے درخت جلا دئے تھے۔ یہ لوگ بہت حیران ہوا کرتے تھے۔ یہ لوگ اتنے توہم پرست تھے ہمیں کہا کرتے تھے کہ تمہیں قبرستان کے مردے کچھ نہیں کہتے۔

یہ لوگ اکثر قبرستان میں آکر بہت رویا کرتے تھے۔ اور بین کیا کرتے تھے اس طرح ایک عورت اپنے خاوند کی قبر پر رو رہی تھی ہمارے کسی بزرگ کا گزر وہاں سے ہوا انہوں نے دیکھا کہ عورت بہت زیادہ رو رہی ہے۔ بزرگ نے عورت کو سمجھایا۔ کہ قبر پر رونا دھونا منع ہے۔ اس بزرگ نے اس عورت کو پوچھا کہ تو روتی کیوں ہے اس نے کہا میرا یہ خاوند ہے۔ اس وجہ سے میں رو رہی ہوں۔ ہمارے اس بزرگ نے اس عورت کو چالیس روپے دئے اور رونے دھونے سے منع کیا اور دعا کرنے کی تلقین کی۔ پھر وہ بزرگ واپس آگئے۔

جب ان لوگوں کا کوئی فرد فوت ہو جاتا تھا تو یہ لوگ مہینہ بھر روتے رہتے اور سوگ مناتے۔ مگر آج کل یہ لوگ توہمات سے دور ہوتے جا رہے ہیں۔ شلوار قمیض پہننے لگے ہیں۔ کالے کپڑے پہننے چھوڑ گئے ہیں۔ ربوہ کی برکت کی وجہ سے ترقی کر رہے ہیں۔ کچھ ان کو دین کا بھی پتہ لگ گیا ہے۔

کھڑکن گاؤں کا ایک شخص احمد یار نمبردار اپنی خوابیں سنایا کرتا تھا۔ اس نے ربوہ کی آبادی سے بہت فائدہ اٹھایا۔ پرانے دوستوں میں سے اکثر لوگ اسے جانتے تھے وہ بھی اکثر لوگوں سے دوستی رکھتا تھا۔ یہ لوگ بہت حیران ہوتے تھے۔ ان کا خیال تھا یہ لوگ کچھ مدت تک یہاں رہیں گے بعد میں یہاں سے چلے جائیں گے۔

کچھ مدت کے بعد جماعت نے یہاں جلسہ کرنے کی تیاریاں شروع کر دیں۔ بیرکیں بنانے کے لئے باہر سے سامان خرید کر لانا شروع کر دیا تھا۔ جب بیرکیں بن گئیں جلسہ سالانہ کے دن قریب آنے شروع ہو گئے۔ مہمانوں کے لئے انتظام مکمل ہو گیا۔

خدا تعالیٰ کے فضل سے اس زمانہ میں میری دعوت ولیمہ بھی ہوئی تھی۔ جو کہ اس زمانہ میں ربوہ کی سب سے پہلی دعوت ولیمہ تھی۔ کیونکہ اسی زمانہ میں خیموں میں میرا نکاح ہوا تھا۔ اس وجہ سے سب دوستوں کے اصرار پر ولیمہ کیا گیا تھا۔ اس قسم کی دعوت نہ تھی جس قسم کی آج کل ہوتی ہے۔ ہم سب لوگوں نے بیٹھ کر چائے وغیرہ پی لی تھی۔

بعد میں انجمن نے بیرکوں کو کوارٹروں میں تبدیل کرنا شروع کر دیا۔ کچھ مدت بعد جب کوارٹر تیار ہو گئے تو دفتر والوں نے ان کی الاٹمنٹ شروع کر دی۔ اور چار آنے ماہانہ کرایہ ہوتا تھا۔

سب سے پہلے کواٹر اور دکانیں ملتی جلتی بنائی گئی تھیں۔ ایک بازار ریلوے اسٹیشن کے پاس اور دوسرا بازار ریلوے لائن کے پار بنوایا گیا تھا۔ یہ دونوں بازار ریلوے لائن کے آرپار بنوائے گئے تھے۔

خدا تعالیٰ کے فضل سے جب دوسروں کو کوارٹر الاٹ کرنے لگے تو خاکسار نے مطالبہ کیا کہ سب سے پہلے مجھے کواٹر ملنا چاہئے۔ اور خدا تعالیٰ کے فضل سے سب سے پہلے مجھے ہی ملا۔

اس کے بعد بازار میں دکانوں پر تجارت شروع ہو گئی۔ اس زمانہ میں ایک غیر ملکی شخص سیلونی بھی ہوتا تھا۔ وہ ہوٹل کا کاروبار کرتا تھا۔ اس کی اچھی آمدنی تھی۔ اور خوب مشہور ہو گیا تھا۔ اس کے اہل وعیال میرے ہمسائے تھے مگر کسی وجہ سے وہ یہاں سے چلا گیا۔

---

بقیہ صفحہ 3

آتے ہیں تو عجیب حالت ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ ان گراں مایہ' انمول اور نابغۂ روزگار ہستیوں کو اپنے خاص الخاص قرب میں جگہ دے۔ اے خدا یہ دعا قبول فرما۔

(مکرم ملک محمد عبداللہ صاحب کی کتاب ”میری یادیں“ سے ماخوذ ہے)

---

ایسا شخص جو میری جماعت میں ہو کر میرے منشا کے موافق نہ ہو وہ خشک ٹہنی ہے اس کو اگر باغبان کاٹے نہیں تو کیا کرے۔ خشک ٹہنی دوسری سبز شاخ کے ساتھ رہ کر پانی تو چوستی ہے مگر اس کو سرسبز نہیں کر سکتی۔ بلکہ وہ شاخ دوسری کو لے بیٹھتی ہے۔ پس ڈرو۔ میرے ساتھ وہ نہ رہے گا جو اپنا علاج نہ کرے گا۔

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

---

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ (ہماری دلی دعائیں آپ کے لئے) فرماتے ہیں:-

”بڑی مشکل یہ ہے کہ لوگ دعا کی حقیقت اور حالت سے محض ناواقف ہیں اور اسی وجہ سے اس زمانہ میں بہت سے لوگ اس سے منکر ہو گئے۔ کیونکہ وہ ان تاثیرات کو نہیں پاتے۔ اور منکر ہونے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ جو کچھ ہونا ہے وہ تو ہونا ہی ہے۔ پھر دعا کی کیا حاجت ہے۔ مگر میں خوب جانتا ہوں کہ یہ تو نرا بہانا ہے۔ انہیں چونکہ دعا کا تجربہ نہیں اس کی تاثیرات پر اطلاع نہیں اس لئے اس طرح کہہ دیتے ہیں۔ ورنہ اگر وہ ایسے ہی متوکل ہیں تو پھر بیمار ہو کر علاج کیوں کرتے ہیں۔ خطرناک امراض میں مبتلا ہوتے ہیں تو طبیب کی طرف دوڑے جاتے ہیں۔ بلکہ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ سب سے زیادہ چارہ کرنے والے یہی ہوتے ہیں۔ وہی خدا ہے جس کے ملکوت میں ظاہری دنیا ہے جب کہ دوسری اشیاء میں تاثیرات موجود ہیں تو کیا وجہ ہے کہ باطنی دنیا میں تاثیرات نہ ہوں جن میں سے دعا ایک زبردست چیز ہے۔ یہ سچ ہے کہ خدا تعالیٰ کے قضاوقدر میں سب کچھ ہے۔ مگر کوئی یہ تو بتائے کہ خدا تعالیٰ نے وہ فہرست کس کو دی ہے جس سے معلوم ہو جاوے میں سچ کہتا ہوں کہ ان اثرات کا کوئی پتہ نہیں لگا سکتا۔ ظاہر میں ہم دیکھتے ہیں کہ ایک شخص قبض سے بیمار ہے تو ٹربدیا کیسٹرائل جب اس کو دیا جاوے گا تو اسے اسہال آجاوے گا۔ اور قبض کھل جائے گی۔ کیا یہ اس امر کا بین ثبوت نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ نے تاثیرات رکھی ہوئی ہیں۔“

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بین المملکتی حالات - واقعات - شخصیات

# اسرائیلی وزیر اعظم کے خلاف تحریک عدم اعتماد

27- دسمبر کو واشنگٹن میں اسرائیل اور دمشق کے درمیان گولان کی پہاڑیوں کے بارے میں بات چیت شروع ہونے سے دو دن قبل اسرائیل کے وزیر اعظم مسٹر شمعون پیریز کو ایک ناگوار صورت حال کا سامنا کرنا پڑا- ایک مخالف پارٹی نے ان کے خلاف تحریک عدم اعتماد داخل کر دی- ان کا کہنا تھا کہ اسرائیلی حکومت گولان پہاڑیوں کو دمشق کے حوالے کرنے کا منصوبہ بنا رہی ہے اس کے نتیجے میں اسرائیل کی سلامتی خطرے میں پڑ جائے گی اور شام کے لئے اسرائیل پر حملہ کرنا بہت آسان ہو جائے گا-

گولان کی یہ پہاڑیاں بے حد فوجی اہمیت کی حامل ہیں کیونکہ ان پر قبضہ کرنے والا آسانی سے مخالف سمت حملہ کر سکتا ہے- اور سامنے سے آنے والے دفاع کو بھی آسانی سے روند سکتا ہے- دفاعی اعتبار سے یہ چوٹیاں نہایت محفوظ اور اونچی جگہ پر واقع ہیں- اس ساری اہمیت کے باوجود اسرائیل نے جب 1967ء کی جنگ میں شام سے یہ چوٹیاں چھین لیں تو ساری دنیا حیران رہ گئی- اور اسے اسرائیل کا زبردست کارنامہ قرار دیا گیا تھا- کیونکہ ان پہاڑیوں کو قبضہ میں لینے کے بعد اسرائیل کی شام کی طرف والی سرحد محفوظ ہو گئی تھی-

اب شام اس بات پر اڑا ہوا ہے کہ اسے یہ پہاڑیاں واپس کی جائیں تب ہی امن سمجھوتہ ہو سکتا ہے اسرائیل نے سینا کا صحرا مصر کو فلسطینی قصبے فلسطینیوں کو دے دیئے ہیں تو اس کی وجہ یہ ہے کہ اس سے اسرائیل کی سلامتی کو کوئی خطرہ لاحق نہیں ہے- لیکن گولان کی پہاڑیاں اسرائیل اسی صورت میں واپس کرے گا جب اس کے دفاع کو لاحق خطرات کو ختم کرنے کا کوئی انتظام نہیں کر دیا جاتا- اسی لئے اسرائیلی وزیر اعظم نے امریکہ سے دفاعی معاہدہ کرنے کی بات کی تھی- اب یہ جو مذاکرات واشنگٹن میں ہو رہے ہیں ان سے پہلے کچھ خفیہ مذاکرات بھی ہو چکے ہیں- اور اندازہ کیا جا رہا ہے کہ اندر خانے کوئی نہ کوئی بات طے پا چکی ہے-

تاہم اسرائیل کی مخلوط حکومت کے خلاف جو تحریک عدم اعتماد پیش کی گئی تھی وہ تو بدقت تمام مسترد کرا دی گئی اگرچہ فاصلہ خاصا کم تھا- یعنی اس تحریک کی حمایت میں 47 اور مخالفت میں 56 ووٹ آئے تاہم اسرائیل کی حکومت کو جو پریشانی لاحق ہوئی اس کے [illegible] واشنگٹن مذاکرات میں اسرائیل کا رویہ سخت بھی ہو جائے گا اور وہ پہلے سے بڑھ کر محتاط بھی ہو جائے گا- اور شاید تحریک عدم اعتماد پیش کرنے والوں کا مقصد بھی یہی ہے-

○○○

## سرائیوو میں امن فوج کی آمد

بوسنیا میں امن سمجھوتے پر عمل درآمد کا عمل شروع ہو چکا ہے- اقوام متحدہ کی اجازت سے نیٹو کی امن فوج نے بوسنیا کے مختلف مقامات پر اپنی پوزیشنیں سنبھالنا شروع کر دی ہیں-

دارالحکومت سرائیوو جو جنگ کا سب سے بڑا ہدف بنا رہا ہے اس میں نیٹو کی افواج پہنچ چکی ہیں اور دارالحکومت کے اندر اور مختلف اردگرد کے مقامات سے سربوں اور بوسنیا کی افواج نے پیچھے ہٹنا شروع کر دیا ہے- یہ افواج اپنا اسلحہ گولہ بارود بھی لیجا رہی ہیں اور اپنی بچھائی ہوئی بارودی سرنگیں بھی صاف کر رہی ہیں- یہ کام ایک دو دن میں مکمل ہو جائے گا- شہر میں نیٹو کی افواج کی آمد سے شہریوں میں تحفظ کا احساس پیدا ہو چکا ہے اور شہر کی زندگی معمول پر آنے کے بعد اب تعمیر نو کا مرحلہ شروع ہو رہا ہے-

پاکستان میں مقیم بوسنیا کے باشندے اپنے ملک میں امن بحال ہونے پر واپس چلے گئے- بوسنیا کی جنگ کے دوران یہاں 380 بوسنیائی باشندے پہنچے تھے جنہیں اسلام آباد میں مدینۃ الحجاج میں ٹھہرایا گیا تھا- ان میں سے بیشتر لوگ تو پہلے ہی مختلف ممالک کی طرف نکل گئے تھے اب یہاں پر صرف 30 بوسنین باقی رہ گئے تھے جن کو ان کی خواہش کے مطابق واپس بھجوایا گیا ہے-

○○○

## ترکی کی نئی حکومت؟

ترکی کی خاتون وزیر اعظم مادام تانسو چیلر نے عام انتخابات کا نتیجہ سامنے آنے کے بعد اپنا استعفیٰ صدر مسٹر سلیمان دیمریل کے حوالے کر دیا ہے- صدر نے ان کو ہدایت کی ہے کہ وہ نئی حکومت بننے تک بطور قائمقام وزیر اعظم کام کرتی رہیں-

ترکی کے عام انتخابات میں کوئی سیاسی پارٹی قطعی اکثریت حاصل نہیں کر سکی- تاہم اسلامی نظریات کی حامل رفاہ پارٹی نے دوسری جماعتوں کی نسبت معمولی سے مارجن سے زیادہ نشستیں حاصل کر لی ہیں- اور رفاہ پارٹی کے سربراہ نے صدر سلیمان دیمریل سے کہا ہے کہ چونکہ ان کی پارٹی نے سب سے زیادہ اکثریت حاصل کی ہے (چاہے وہ اکثریت معمولی ہی کیوں نہ ہو) اس لئے ان کو وزارت عظمیٰ کا منصب دیا جائے اور حکومت سازی کی دعوت دی جائے-

دوسری طرف دو بڑی پارٹیوں 'ٹروپاتھ پارٹی اور مدر لینڈ پارٹی نے مخلوط حکومت بنانے کا عندیہ ظاہر کیا ہے- ترکی کی وزیر اعظم نے بھی کہا ہے کہ وہ اس مخلوط حکومت کی راہ میں رکاوٹ نہیں بنیں گی- تاہم ان دونوں پارٹیوں کے لیڈروں نے رفاہ پارٹی سے اتحاد کر کے مخلوط حکومت بنانے کا امکان مسترد کر دیا-

الجزائر کے بعد ترکی دوسرا ملک ہے- جہاں اسلامی نظریات کی حامل کسی سیاسی جماعت نے عوامی حمایت حاصل کی ہے- الجزائر کے اسلامی سالویشن فرنٹ کا راستہ تو فوج نے زبردستی روکا ہوا ہے اور ہزاروں لوگ گذشتہ چند سال میں اس سیاسی تنازعے کی بھینٹ چڑھ چکے ہیں-

## ہماری تاریخ

پاکستان نائیجیریا کے عنوان سے اخبار ٹروتھ نے ۲- نومبر ۱۹۶۲ء کو صفحہ اول پر یہ خبر شائع کی کہ نائیجیریا کے ہائی کمشنر برائے پاکستان الحاجی کوگونا بدھ کے روز کراچی کے لئے روانہ ہو گئے تاکہ وہاں اپنے فرائض کی سرانجام دہی کر سکیں- ہوائی اڈے پر انہیں الوداع کہنے کے لئے بعض وفاقی وزراء جن میں الحاجی محمد ریبادو جو دفاع کے وزیر ہیں اور زنابو کر جو تجارت اور صنعت کے وزیر ہیں بھی موجود تھے- الحاجی کوگونا کو اوپر دی گئی تصویر میں الحاجی شینو شگاری اسٹیبلشمنٹ کے وزیر سے مصافحہ کرتے ہوئے دکھایا گیا ہے- پاکستان روانہ ہونے سے پہلے کوگونا کو احمدیہ جماعت نے مذہبی لٹریچر تحفتاً پیش کیا- مولوی سیفی جن کے ساتھ لیفٹیننٹ کرنل ڈاکٹر ایم- وائی- شاہ- فزیشن انچارج احمدیہ ڈسپنسری اپاپا (لیگوس) اور مولوی ایف- ایم- قریشی تھے' نے یہ تحفہ الحاجی کوگونا کی خدمت میں پیش کیا- الحاجی کوگونا نے اس بات پر خوشی کا اظہار کیا کہ احمدیہ جماعت کی شاخیں تمام دنیا میں پائی جاتی ہیں اور یہ کہ احمدیہ جماعت دین حق کی برتری ثابت کرنے کے لئے شب و روز مصروف ہے- الحاجی کوگونا کو یہ بھی بتایا گیا کہ نائیجیریا میں احمدیہ جماعت نے دو ڈسپنسریاں لیگوس اور کانو میں کھولی ہوئی ہیں-

---

دی ٹروتھ 20 مارچ 1959ء میں لائبیریا میں دین حق کے موضوع پر مکرم مولانا محمد اسحاق صوفی مولوی فاضل کا مضمون شائع ہوا ہے- آپ لکھتے ہیں کہ لائبیریا افریقہ میں سب سے پرانی ری پبلک ہے- اور افریقہ کے مغربی ساحل پر واقع ہے- اس کے ایک طرف فرانسیسی آئیوری کوسٹ ہے اور دوسری طرف سیرالیون- اکثریت تو بدمذہب لوگوں کی ہے لیکن دوسرے مذاہب بھی پائے جاتے ہیں اور جو لوگ تبلیغی کوششیں کرتے ہیں جیسے کہ عیسائی اور بعض دوسرے، لوگ انہیں خاص کامیابی ہو رہی ہے جہاں تک مسلمانوں کا تعلق ہے ان کی تعداد ساری آبادی کا دس فی صد سمجھا جاتا ہے- اس بات کے باوجود کہ مسلمان عیسائیوں سے زیادہ تعداد میں ہیں- یہ لوگ بہت پسماندگی کی زندگی بسر کر رہے ہیں جو لکھ پڑھ سکتے ہیں ان کی لائبیریا بھر میں اتنی کم تعداد ہے کہ محاورۃً انہیں انگلیوں پر گنا جا سکتا ہے- جہاں تک عیسائی تنظیم کا تعلق ہے- یہاں پر وہ مضبوط ہے- ان کے ہسپتال بھی ہیں- ڈسپنسریاں ہیں اور یہ بھی انہیں موقعہ ملا ہوا ہے کہ وہ ریڈیو کے ذریعے اپنا پیغام نشر کرتے ہیں- (لائبیریا میں مسلمانوں کی تعداد ایک لاکھ کے قریب ہے گویا کہ وہ عیسائیوں سے 25 ہزار زیادہ ہیں)- عیسائیوں کے بعض مشن ایسے ہیں جن کے پاس بڑے بڑے زرعی فارم ہیں اور اقتصادی حالات بھی ان کے حق میں ہیں-

---

## منصوبہ "کفالت یکصد یتامیٰ" کے بارے میں ضروری اعلانات

**(۱) امانت یکصد یتامیٰ** جو دوست یتامیٰ کی خبر گیری اور کفالت کے خواہشمند ہوں وہ ایک یتیم کی کفالت کے جملہ اخراجات ادا کر کے اس بابرکت تحریک میں شامل ہو سکتے ہیں- مستحق یتیم بچوں پر عمر اور تعلیم کی ضروریات کے لحاظ سے چار صد روپیہ سے ایک ہزار روپیہ تک ماہوار خرچ کا اندازہ ہے- آپ اپنی خواہش اور مالی وسعت کے لحاظ سے جو رقم بھی باقاعدہ ماہوار مقرر کرنا چاہیں کمیٹی کو اس کی اطلاع کر دیں- اس غرض کے لئے اپنی رقوم امانت "کفالت یکصد یتامیٰ" خزانہ صدر انجمن احمدیہ ربوہ میں براہ راست یا مقامی انتظام جماعت کی وساطت سے جمع کروانا شروع کر دیں-

نیز احباب کی آگاہی کے لئے یہ بھی اعلان کیا جاتا ہے کہ حضرت صاحب نے ایسے احباب کو بھی ادائیگی کی اجازت عطا فرمائی ہے جو گاہے گاہے کوئی رقم مقرر کیے بغیر کچھ نہ کچھ اس مد "کفالت یکصد یتامیٰ" میں مقامی انتظام جماعت کے ذریعہ حسب منشاء جمع کرانا چاہتے ہیں-

**(2) مستحق یتامیٰ یا ان کے ورثاء توجہ فرماویں** حضرت صاحب کے ارشاد کے ماتحت امانت "کفالت یکصد یتامیٰ" سے ایسے مستحق یتامیٰ کو وظائف دینے کا انتظام ہے جو اپنی پرورش' تعلیم اور مستقبل کی اٹھان کے لئے سلسلہ کی طرف سے مدد لینے کے خواہاں ہوں- ایسے بچوں کی والدہ یا ورثاء یتامیٰ کمیٹی کو اطلاع دیں تا ان کے لئے وظائف کا انتظام کیا جا سکے-

امراء اضلاع و مربیان کرام کی خدمت میں بھی گزارش ہے کہ جماعت میں سے ایسے گھرانوں کی نشان دہی کر کے یتامیٰ کمیٹی کا ہاتھ بٹائیں تا ان کی مدد کا مستقل انتظام کیا جا سکے-

(سیکرٹری کمیٹی کفالت یکصد یتامیٰ دارالضیافت' ربوہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

# واقفینِ نو

اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ تمام واقفینِ نو کو صحت و تندرستی کے ساتھ لمبی عمر عطا فرمائے۔ اور وہ بڑے ہو کر خود اپنے آپ کو وقف کے لئے پیش کرنے کی سعادت حاصل کریں۔

آصف حفیظ ابن
عبدالحفیظ- کراچی

ماریہ طاہر بنت طاہر محمود
کراچی

اشفاق احمد ابن حنیف
احمد کراچی

عطاء اللہ منعم ابن رشید
احمد کراچی

احمد علی ابن محمد اسحاق
کراچی

اسد احمد ابن راجہ شاید
احمد کراچی

کنول احمد بنت وفاء اللہ
کراچی

میفا اسحاق بنت محمد
اسحاق کراچی

سائرہ شمس بنت محمد
ابراہیم شمس کراچی

مسعود احمد ابن میاں
عبدالرؤف کراچی

ریاض احمد ابن خالد
محمود کراچی

صلاح الدین ابن نعیم
اللہ طاہر کراچی

امتہ المصور بنت سید
عبدالمالک کراچی

نبیل احمد ابن عبدالغنی
کراچی

مصور احمد مد ثر ابن منور
احمد شاہد کراچی

بقیہ صفحہ 4

مگر وہ روشنی گل ہو گئی اور وہ درخت اکھڑ گیا۔ صبر و شکیب کے سوا کوئی چارہ نہیں۔ مگر ان کی جدائی نے ناقابل تلافی نقصان پہنچایا۔ میری ہر راز و نیاز کی بات ان پر عیاں تھی۔ میری متعدد امنگیں اور پروگرام ان سے وابستہ تھے کیونکہ ان پہ مجھے ناز تھا۔

وہ اپنے دین میں بھی تاک تھے اور اپنی دنیا میں بھی پابند تھے۔ وہ جس محفل میں بیٹھ جاتے اس کی رونق بن جاتے۔ اور سب پر چھا جاتے تھے۔

23- اکتوبر علی الصبح آپ باتھ روم سے باہر آئے تو صحیح طرح کھڑے نہیں ہو سکے اور صوفہ پر گر پڑے۔ میری والدہ (جنہوں نے ان کی لمبی بیماری کے دوران ان کی بے انتہا خدمت کی) نے ان کو صوفہ پر بیٹھایا۔ پھر میرے چھوٹے بھائی عزیزم عبدالسمیع کو اٹھایا جو ساتھ والے کمرہ میں سو رہا تھا۔ اس نے آکر ٹانگیں دبائیں پھر مجھے بلایا۔ ہم نے دیکھا کہ ان کا چہرہ کچھ کچھ ٹیڑھا لگ رہا تھا۔ ہم نے سمجھا شاید فالج کا حملہ ہو رہا ہے۔ فوراً ان کو سروسز ہسپتال میں لے گئے۔ وہاں خود سیڑھیاں چڑھ کر ایمر جنسی میں گئے۔ صبح سے شام تک ایمر جنسی میں ہی رہے شام تک دایاں بازو اور دائیں ٹانگ فالج کی زد میں آگئے۔ 24/11 کو انہیں U.C.H میں شفٹ کیا گیا۔ تین دن داخل رہے۔ دو دن ٹھیک رہے۔ میری بہنیں سب آئی ہوئی تھیں۔ ان سے ان کے بچوں سے اپنے دامادوں سے سب سے باتیں کرتے رہے۔ اتنی بیماری کے باوجود حوصلہ نہیں ہارا۔ ڈاکٹروں کی ہدایت کے مطابق ان کو 95-11-26 کی رات کو ہی جنزل ہسپتال I.C.U میں شفٹ کر دیا گیا۔ 95-11-28 کو طبیعت زیادہ خراب ہو گئی اور رات ساڑے بارہ بجے اپنے مولا کے حضور حاضر ہو گئے۔ آپ نے اپنی زندگی میں کوئی جلسہ سالانہ نہیں چھوڑا تھا۔ آپ بہت سی خوبیوں کے مالک تھے۔ اپنی شادی سے پہلے یعنی تقریباً 50 سال سے وصیت کروا رکھی تھی۔ اور وصیت کا حساب صاف رکھتے تھے۔ جب فوت ہوئے ہیں تو ان کے ذمہ کوئی بقایا نہیں تھا۔ بہشتی مقبرہ میں مدفون ہوئے۔

میری والدہ نے جو کہ خود بیمار ہیں میرے والد محترم کی بہت خدمت کی ہے اور ان کی دیکھ بھال میں اپنی صحت کا خیال نہیں رکھا۔ دوست دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہماری والدہ کو کامل صحت والی لمبی زندگی عطا فرمائے۔ دوست یہ بھی دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہم بہن بھائیوں کو ان کی دعاؤں کا وارث بنائے۔ جو ہمارے والد صاحب نے ہمارے لئے کی تھیں۔ اور ہمیں اپنی والدہ کی خدمت کرنے کی بھی توفیق عطا فرمائے۔

میرے والد ملک عبدالوحید صاحب سلیم کی وفات پر جن احباب نے بذریعہ خط ٹیلیفون اور تار اور خود گھر تشریف لا کر اظہار تعزیت کیا ہے اس سے ہماری والدہ اور سب بہن بھائیوں کے دل کو بڑی ڈھارس ملی ہے۔ میں ان سب احباب کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور درخواست کرتا ہوں کہ میرے والد کے بلندی درجات کے لئے دعا کریں۔ شکریہ۔

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

# خبریں

**ربوہ : 27- دسمبر-1995ء**
درجہ حرارت کم از کم 10 درجے سنٹی گریڈ
زیادہ سے زیادہ 19 درجے سنٹی گریڈ

○ پاکستان سے جانے والا ایک اور طیارہ بھارت نے زبردستی نئی دہلی کے اندرا گاندھی ایئرپورٹ پر اتار لیا۔ یہ روسی مسافر بردار طیارہ کراچی سے کھٹمنڈو جا رہا تھا۔ بھارتی حکام نے الزام لگایا ہے کہ یہ طیارہ بغیر اجازت بھارتی فضائی حدود میں پرواز کر رہا تھا۔ طیارے میں نو غیر ملکی بھی سوار تھے۔ حکام نے طیارے کی تلاشی لینے کی کوشش کی لیکن عملے نے سفارت کاروں کی موجودگی کے بغیر تلاشی دینے سے انکار کر دیا۔ بعد میں سفارت کاروں کی موجودگی میں خفیہ ایجنسیوں کے اہلکاروں اور وزارت خارجہ کے حکام نے سامان کی تلاشی لی لیکن کوئی قابل اعتراض چیز برآمد نہیں ہوئی۔ طیارے کے عملے کا تعلق یوکرائن سے ہے۔ اس سے قبل جمعہ کے روز بھارتی لڑاکا طیاروں نے بمبئی ائرپورٹ پر کراچی سے بنکاک جانے والے روسی طیارے کو زبردستی لینڈ کرنے پر مجبور کر دیا تھا۔

○ وزیر اعظم بے نظیر بھٹو نے کہا ہے کہ وطن دشمن عناصر ملک توڑنے کے درپے ہیں۔ حکومت عوام کے تحفظ کے لئے اپنے ذمہ داریاں پوری کرے گی۔ انہوں نے بتایا کہ ہم دہشت گردوں کی بیخ کنی کے لئے ہنگامی اقدامات کر رہے ہیں۔ صوبائی حکومتیں بھی اپنی ذمہ داریاں پوری کریں۔ عوام کی زندگیوں سے کھیلنے والوں کے گرد گھیرا تنگ کر دیا گیا ہے۔

○ قائد حزب اختلاف مسٹر نواز شریف نے صدر سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ مسئلہ کراچی کے حل کے لئے اپنا کردار ادا کریں۔ آئینی ترامیم پر بھی تعاون کریں گے۔ انہوں نے مطالبہ کیا کہ اپوزیشن اور ایم کیو ایم کے مشورے سے سندھ میں غیر جانبدار وزیر اعلیٰ مقرر کیا جائے۔ سندھ حکومت کی برطرفی اس لئے بھی ضروری ہے کہ اس سے حکومت اور ایم کیو ایم کے درمیان بداعتمادی کی فضا ختم ہو سکے گی۔ انہوں نے کہا کہ کراچی کی صورت حال کے باعث صدر نے اپنا دورہ منسوخ کر دیا۔ وزیر اعظم بھی چھپ چھپ کر بغیر اطلاع کے وہاں جاتی ہیں۔ ملک و قوم کو بچانے کے لئے اس راستے سے مجھے کوئی نہیں ہٹا سکتا۔ انہوں نے الزام لگایا کہ حکمران اس احساس کا شکار ہیں کہ اگر مسئلہ کراچی حل ہو گیا تو ان کی حکومت ختم ہو جائے گی۔

○ مسلم لیگ (ن) کے زیر اہتمام اسلام آباد میں کراچی کے بارے میں قومی کانفرنس کے مشترکہ اعلامیہ میں سندھ میں غیر جانبدار چیف ایگزیکٹو کا تقرر کرنے کا مطالبہ کیا۔ اعلامیہ میں کہا گیا کہ کراچی کے تمام طبقوں کا اعتماد بحال کرنے کے لئے اقدامات کئے جائیں۔ انتظامی مشینری کو نااہل اور متعصب افراد سے پاک کیا جائے۔ ایم کیو ایم کو جائز مقام دیا جائے۔

○ بلوچستان اسمبلی کے ڈپٹی سیکرٹری محمد علی رند کو قتل کر دیا گیا۔ مقتول اپنے دفتر جا رہے تھے کہ دو مسلح نقاب پوشوں نے فائرنگ کر دی۔ پولیس نے قتل کی وجہ قبائلی دشمنی بتائی ہے۔

○ صدر مملکت فاروق احمد خان لغاری نے کہا ہے کہ اسلامی ممالک اپنی ٹیکنالوجی کو ترقی دینے کی بجائے متعلقہ اشیاء کو عالمی مارکیٹ سے خریدنے میں دلچسپی رکھتے ہیں۔ اس وجہ سے ہم مغربی ممالک کے دست نگر بنے ہوئے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ اپنے وسائل کو سائنس اور ٹیکنالوجی پر خرچ کرنے کی ضرورت ہے۔

○ سرحد کے وزیر اعلیٰ مسٹر آفتاب احمد خان شیرپاؤ نے کہا ہے کہ ہمارے خدشات دور کئے بغیر کالا باغ ڈیم نہیں بن سکتا۔

○ حکمران مخلوط اتحاد پی ڈی ایف کے اجلاس میں امن وامان کی بہتری کے لئے ہنگامی اقدامات کئے جانے کا مطالبہ کیا۔ پشاور میں بم دھماکے سے مرنے والوں کے لئے فاتحہ خوانی کی گئی ناراض ارکان کی پنجاب کابینہ میں شمولیت کا جائزہ لیا گیا۔

○ مسلم لیگ جونیجو گروپ کے صدر مسٹر حامد ناصر چٹھہ، جن کی پارٹی پیپلز پارٹی کے ساتھ مخلوط طور پر حکومت میں شامل ہے۔ نے کہا ہے کہ مخلوط حکومت میں ہم دے زیادہ اور لے کم رہے ہیں۔ ذیلی تنظیموں کے ساتھ زیادتیاں ہو رہی ہیں۔ زیادتیوں کا ازالہ کریں گے۔ ہم جلد بیلنسنگ پوزیشن میں آجائیں گے۔ قائد اعظم نے ہمیں یہ ملک لے تو دیا مگر ہم نے اس ملک کے ساتھ جو کچھ کیا اس پر رونا آتا ہے۔

○ قائد حزب اختلاف مسٹر نواز شریف نے کہا ہے کہ ملک میں آگ لگی ہے۔ وزیر اعظم قوم کو بتائیں دھماکے کون کر رہا ہے۔ حکومت ابھی تک مجرموں کا سراغ نہیں لگا سکی اس کی تمام توانائیاں اپوزیشن کو کچلنے میں استعمال ہو رہی ہیں۔ حکومت دھماکوں پر خاموش ہے۔ غفلت برتی گئی تو سارا ملک لپیٹ میں آجائے گا۔

○ سینٹ میں اس وقت ہنگامہ ہو گیا جب اپوزیشن کے سینیٹر عبدالرحیم مندوخیل نے حکومت اور سینیٹر سمیع الحق پر طالبان کو افغانستان بھجوانے کا الزام لگایا۔ انہوں نے کہا کہ مولانا کے مدرسے کے طالب علم اور محترمہ کی حکومت مل کر طالبان کو مداخلت کے لئے افغانستان بھجوا رہے ہیں اور خود معصوم بن کر کہتے ہیں کہ افغان پالیسی کا علم نہیں۔ مولانا سمیع الحق نے کہا کہ میں افغان جنگ میں شریک ہونے کی تردید کرتا ہوں۔ پاکستان طالبان کی پشت پناہی نہیں کر رہا بلکہ بھارت ربانی حکومت کی مدد کر رہا ہے۔ مولانا کے ریمارکس پر ایوان میں شوروغل پیدا ہو گیا۔

○ ایم کیو ایم کے ترجمان مسٹر اجمل دہلوی نے کہا ہے کہ بے نظیر حکومت کے خاتمے کے پانچ دن کے اندر مسئلہ کراچی حل ہو جائے گا۔ حکومت نے اصلاح احوال کے لئے کچھ نہیں کیا۔ وزیر داخلہ جنرل بابر خود دہشت گرد ہیں۔ انہوں نے کہا کہ اگر حقوق نہ ملے تو پھر الگ صوبہ بنے گا۔ غلام نہیں رہیں گے۔

○ افغان حکومت نے افغانستان کے قونصل جنرل کو پاکستان سے نکالنے پر افسوس کا اظہار کیا ہے۔ افغان ترجمان نے کہا کہ ہم پشاور میں بم دھماکے کی پر زور مذمت کرتے ہیں۔ پاکستان سے بہتر تعلقات چاہتے ہیں۔

○ سپریم کورٹ کے سابق چیف جسٹس مسٹر جسٹس ڈاکٹر نسیم حسن شاہ پروفیسر خورشید احمد، معراج محمد خان، بری فوج کے سابق ڈپٹی چیف آف سٹاف جنرل (ر) کے ایم عارف، ممتاز دانشور بیگم حمیدہ کھوڑو، مسٹر الطاف گوہر اور دیگر دانشوروں نے کہا ہے کہ کراچی کے مسئلہ کا حل بلدیاتی انتخابات ہیں۔ اس سے اختیارات کی تقسیم عمل میں آجائے گی۔ آئین پر عمل کرایا جائے تو مہاجروں کے لئے اپنا صوبہ بنانے یا سمندر میں پھینکنے کی بات نہیں ہوگی۔

کاروبار کے لئے امریکہ سے مشینیں منگوائیں گے۔ خصوصی سرکلر جاری کر دیا گیا ہے جوئے سے ہونے والی آمدنی کو انعامات کا نام دے کر قانونی شکل دے دی گئی ہے۔

## ربوہ میں لوڈ شیڈنگ کا شیڈول

صبح 8-30 تا 9-00 بجے
صبح 9-45 تا 10-30 بجے
دوپہر 3-45 تا 4-30 بجے
رات 7-30 تا 8-00 بجے
رات 10-30 تا 11-00 بجے

خوشخبری
ربوہ میں پہلی دفعہ ربوہ میں ہی تیار کردہ سنگل و ڈبل بیڈ شیٹ اور رضائیوں اور تلائیوں کے غلاف عمدہ کوالٹی تھوک اور پرچون ریٹ پر 35۔ دارالفضل غربی نزد چونگی دستیاب ہیں۔ شوروم اقصیٰ چوک پر واقع ہے
اقصیٰ ٹریڈرز فون 211995

ہائی کوالٹی ڈش
اپنے گھر کے ماحول کو پاکیزہ بنائیں
احمدیہ ٹیلیویژن کیلئے ڈش لگوائیں
بہترین رزلٹ اور مضبوط ڈش انٹینا کیلئے
بس ایک ہی نام
آزمودہ
گارنٹی شدہ
ڈش ماسٹر
اقصیٰ روڈ ربوہ
فون : 211274

شادی بیاہ اور دیگر تقریبات کے موقع پر ہم عرصہ دراز سے آپکی اور آپکے مہمانوں کی خدمت میں عمدہ کھانا پیش کرتے رہے ہیں
• اب ایک اور انداز میں آپکی خدمت میں آئے ہیں • عمدہ کھانے بہترین کراکری میں پیش کرتے ہیں
یاد رکھیں
رشید برادرز ٹینٹ سروس
نزد خور رشید یونانی دواخانہ
گولبازار ربوہ
فون دوکان : 211584
فون رہائش : 408
پروپرائیٹر : رشید الدین ولد رفیع الدین

دوا تدبیر ہے اور دعا اللہ تعالیٰ کے فضل کو جذب کرتی ہے
◎ ہمدردانہ مشورہ ◎ کامیاب علاج
ناصر دواخانہ گولبازار ربوہ
فون (04524) 212434